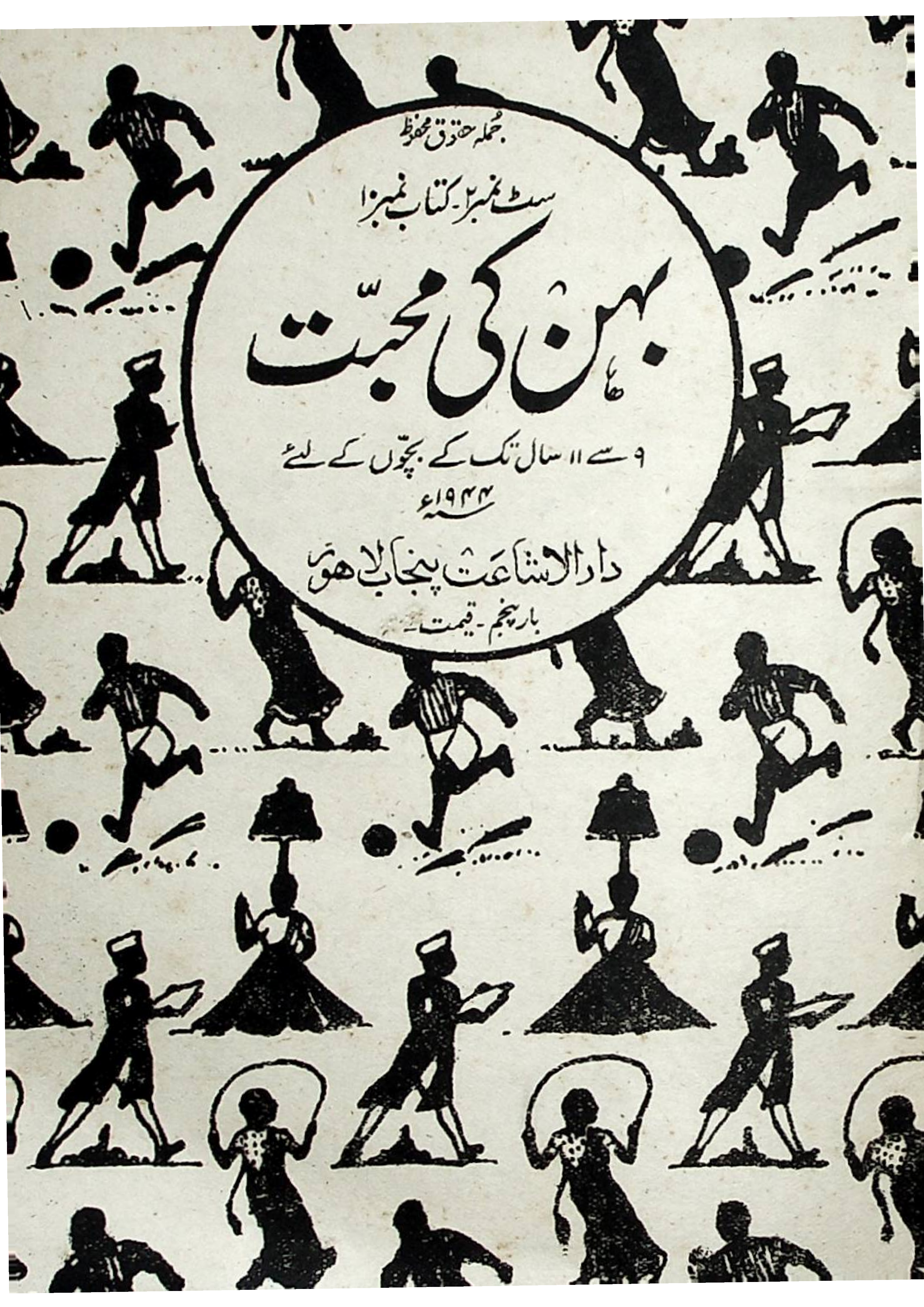

جملہ حقوق محفوظ

سٹ نمبر۲۔ کتاب نمبر۱

بہن کی محبت

۹ سے ۱۱ سال تک کے بچوں کے لئے

۱۹۴۴ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

بار پنجم۔ قیمت۔

Taj Tahir Foundation

بہن کی محبّت

(۱)

ایک بادشاہ کے ہاں سات لڑکے تھے۔ مگر پھر بھی اُس کو اَوْر اولاد کی خواہش تھی۔ وہ ہر وقت نجومیوں سے پُوچھا کرتا تھا۔ کہ میرے اَوْر اولاد بھی ہوگی یا نہیں۔

ایک دن بادشاہ اپنے ساتوں لڑکوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کہ ایک نجومی آیا۔ بادشاہ نے نجومی سے پُوچھا۔ "میری اولاد کی نسبت کچھ بتاؤ؟"

Taj Tahir Foundation

اُس نے بہت سوچ بچار سے جواب دیا۔ "بادشاہ سلامت آپ کے ہاں اِس سال آخری اولاد ہوگی۔ اگر لڑکا ہُوا۔ تو وُہی تخت کا مالک ہوگا۔ لیکن اگر لڑکی ہُوئی۔ تو بھی ساتوں بھائی حکومت کریں گے"۔

بادشاہ کے ساتوں لڑکوں نے بھی یہ بات سُنی۔ آپس میں اشارے کرنے لگے۔ اور ایک ایک کر کے سب اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ باہر ایک جگہ وہ سب اکٹھے ہُوئے۔ اور ایک دُوسرے سے کہنے لگے۔ "اگر اِس پیدا ہونے والے چھوٹے بھائی کو تخت مِل گیا۔ تو ہم سب کے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ اس سے تو بہتر ہے۔ کہ ہم سب کے سب یہاں سے کسی جنگل میں چلے جائیں۔ عمر بھر اکٹھے وہیں رہیں۔ اور پھر اس شہر کا مُنہ نہ دیکھیں"۔

Taj Tahir Foundation

(۲)

جب بال بچّہ پیدا ہونے کا وقت آیا۔ تو شہزادوں نے ایک نوکر کو بُلایا۔ اور اُس سے کہا "ہم اس وقت شکار کھیلنے جا رہے ہیں۔ ہمارے پیچھے اگر ہمارا بھائی پیدا ہُوا۔ تو گھر کے بڑے دروازے میں تیر کمان لٹکا دینا۔ اور اگر بہن پیدا ہُوئی۔ تو کچھ بھی نہ کرنا"۔

یہ کہہ کر سب بھائی شکار کھیلنے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے۔

اُن کے چلے جانے کے بعد بادشاہ کے گھر لڑکی پیدا ہُوئی۔ نوکر کو شہزادوں کی بات کچھ ٹھیک یاد نہ رہی تھی۔ اُس نے غلطی سے دروازے میں تیر کمان لٹکا دی۔

جس وقت سب بھائی شکار سے واپس آئے۔

Taj Tahir Foundation

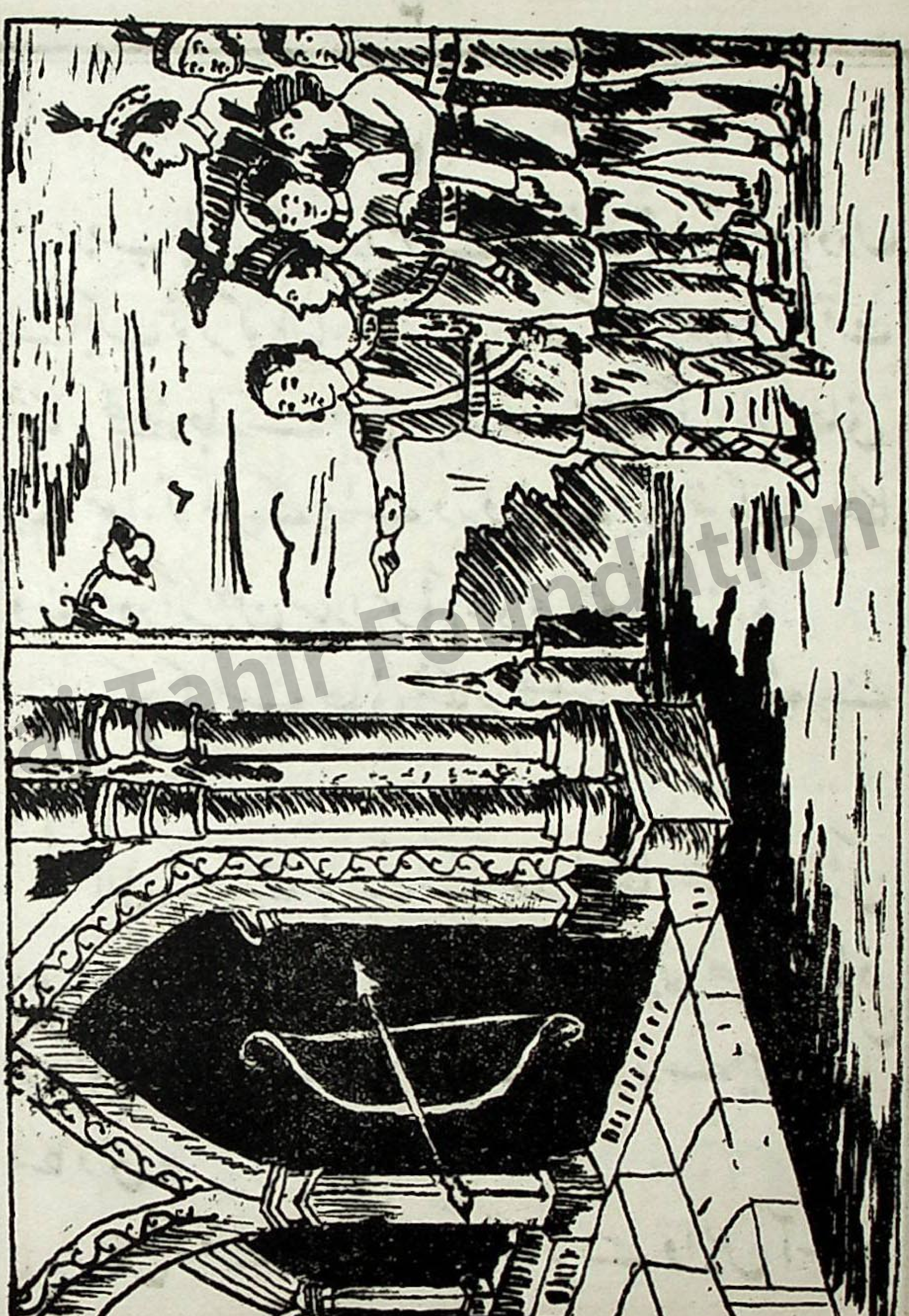

Taj Tahir Foundation

تو اُنھوں نے تیر کمان لٹکی ہوئی دیکھی + یہ دیکھ کر اُنھوں نے سمجھ لیا۔ کہ لڑکا پیدا ہُوا ہے + اُسی وقت وہ بغیر کسی سے ملے اُلٹے پاؤں پھرے۔ اور کسی دُور کے شہر میں چلے گئے + وہاں اُنھوں نے اپنے ہیرے جواہرات کو بیچا۔ اور اُن کی قیمت سے ایک جنگل میں بہت عالی شان محل بنایا۔ اور وہیں اکٹھے رہنے سہنے لگے +

بادشاہ نے کئی دِن تک شہزادوں کے شکار سے واپس آنے کا اِنتظار کیا + مگر جب وہ نہ آئے۔ تو اُسے بہت افسوس ہُوا + اُس نے ہر طرف نوکروں کو دَوڑایا۔ مگر اُن کا کہیں پتہ نہ ملا۔ بے چارہ نا اُمید ہو کر بیٹھ رہا۔ اور دل میں کہنے لگا۔ "لڑکی اچھی منحوس پیدا ہوئی۔ اس سے اچھا تو یہ تھا۔ کہ یہ لڑکی پیدا ہی نہ

ہوتی۔ اور میرے ساتوں لڑکے میری آنکھوں کے سامنے رہتے "

(۳)

جس وقت یہ شہزادی دس بارہ برس کی ہُوئی۔ تو بادشاہ نے اُسے مدرسے میں پڑھنے کو بٹھا دیا + جب شہزادی اپنی اُستانی کے پاس سبق لینے کے واسطے جاتی۔ تو اُستانی اُسے منحوس کہتی + رفتہ رفتہ مدرسے کی تمام لڑکیاں بھی اُس کو منحوس کہنے لگیں +

ایک دن شہزادی بہت غصّے میں بھری ہُوئی اپنی اُستانی کے پاس گئی۔ اور اُس سے کہنے لگی۔ "اِس کا کیا سبب ہے۔ کہ آپ مجھے منحوس کہتی ہیں؟ مجھے اس کا سبب ابھی بتاؤ۔ نہیں تو مَیں اپنے باپ بادشاہ کو اس بات کی خبر دیتی ہُوں "

اُستانی نے جواب دیا۔ "تُو سچ مُچ منحوس ہے۔ اور تیرا باپ بادشاہ بھی تجھے ایسا ہی سمجھتا ہے۔ کیونکہ جس دن تُو پیدا ہُوئی تھی۔ اُسی دن تیرے سات جوان بھائی خدا جانے کہاں چلے گئے۔ اب بارہ برس ہو گئے ہیں۔ اُن کا کہیں پتہ نہیں مِلتا"۔

یہ سُن کر لڑکی کے دل پر چوٹ لگی + چونکہ بہنوں کو اپنے بھائیوں سے بہت محبّت ہوتی ہے۔ وہ لڑکی بھی اُسی محبّت کے جوش میں کہنے لگی۔ "اُستانی جی۔ یا تو مَیں اپنے بھائیوں کو ڈھونڈ کر لاؤں گی۔ یا پھر مر جاؤں گی + بدنامی کی زندگی مجھ سے نہیں کاٹی جاتی۔ اور بھائیوں کی جُدائی اب مجھے چین نہیں لینے دے گی"۔

اُستانی جی نے بہتیرا سمجھایا۔ کہ تمام لوگ اُن کو

ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہار گئے ہیں۔ تم کہاں سے تلاش کر لوگی۔ مگر شہزادی نہ مانی۔ اور کہا۔" خدا مجھے مدد دے گا"

یہ کہا اور مدرسے سے نکل اور گھوڑے پر سوار ہو بھائیوں کی تلاش میں چل کھڑی ہوئی ۔

(۴)

چلتے چلتے شہزادی ایک بہت بڑے جنگل میں پہنچی ۔ وہاں درختوں کے جھنڈ میں ایک چھوٹی سی کٹیا بنی ہوئی تھی۔ شہزادی گھوڑے پر سے اُتر کر کٹیا کے اندر گئی۔ تو وہاں ایک بہت بوڑھا فقیر پیاس کے مارے مر رہا تھا ۔

شہزادی نے ایک برتن کٹیا میں سے لیا۔ اور گھوڑے پر بیٹھ پانی کی تلاش میں روانہ ہوئی ۔ قریب ہی ایک چشمہ مل گیا۔ وہاں سے شہزادی نے پانی بھرا

اور واپس آئی ۔

جب شہزادی نے بُوڑھے فقیر کو پانی پلایا۔ تو وہ ہوش میں آیا۔ اور اُٹھ بیٹھا۔ اور شہزادی سے پُوچھنے لگا۔ "تمہاری اِتنی سی تو عمر ہے۔ تم یہاں جنگلوں میں کیسے آئیں؟"

شہزادی نے فقیر کو اپنا سارا حال سُنایا ۔

فقیر نے کہا۔ "تم خود کیوں مصیبتوں میں پڑتی ہو۔ تم اپنے باپ سے جا کر کہو۔ کہ وہ اپنے نوکر میرے پاس بھیج دے۔ مَیں اُن کو تمہارے بھائیوں کا پتہ بتا دُوں گا۔ نوکر آسانی سے اُن کو ڈھُونڈ لیں گے ۔"

شہزادی بولی "اگر آپ کو میرے بھائیوں کا پتہ معلوم ہے۔ تو مہربانی کر کے مجھے ہی بتا دیجئے۔ مَیں خود ہی اپنے بھائیوں کو ڈھُونڈ لُوں گی۔ اُن کو ساتھ لئے

بغیر میں گھر واپس نہیں جا سکتی ؟"

جب فقیر نے دیکھا۔ کہ شہزادی کسی طرح نہیں مانتی تو اپنی جھولی میں سے کچھ آٹا اور بُورا نکالا۔ پھر ایک برتن میں سے گھی لیا۔ اور ایک لڈّو بنایا + لڈّو بنا کر اُس پر کوئی عمل پڑھا۔ اور شہزادی کو دے دیا + پھر کہا "باہر نکل کر اس لڈّو کو زمین پر ڈال دینا۔ یہ آپ ہی آپ چلے گا + جہاں یہ لڈّو ٹھیرے۔ سمجھ لینا کہ وہیں تمہارے بھائی رہتے ہیں ؟"

لڈّو لے کر شہزادی نے فقیر کا بہت بہت شکریہ ادا کیا + فقیر نے شہزادی کو دُعا دی۔ اور وہ باہر نکل آئی ؟

(۵)

باہر نکل کر شہزادی نے لڈّو کو زمین پر ڈال دیا

Taj Tahir Foundation

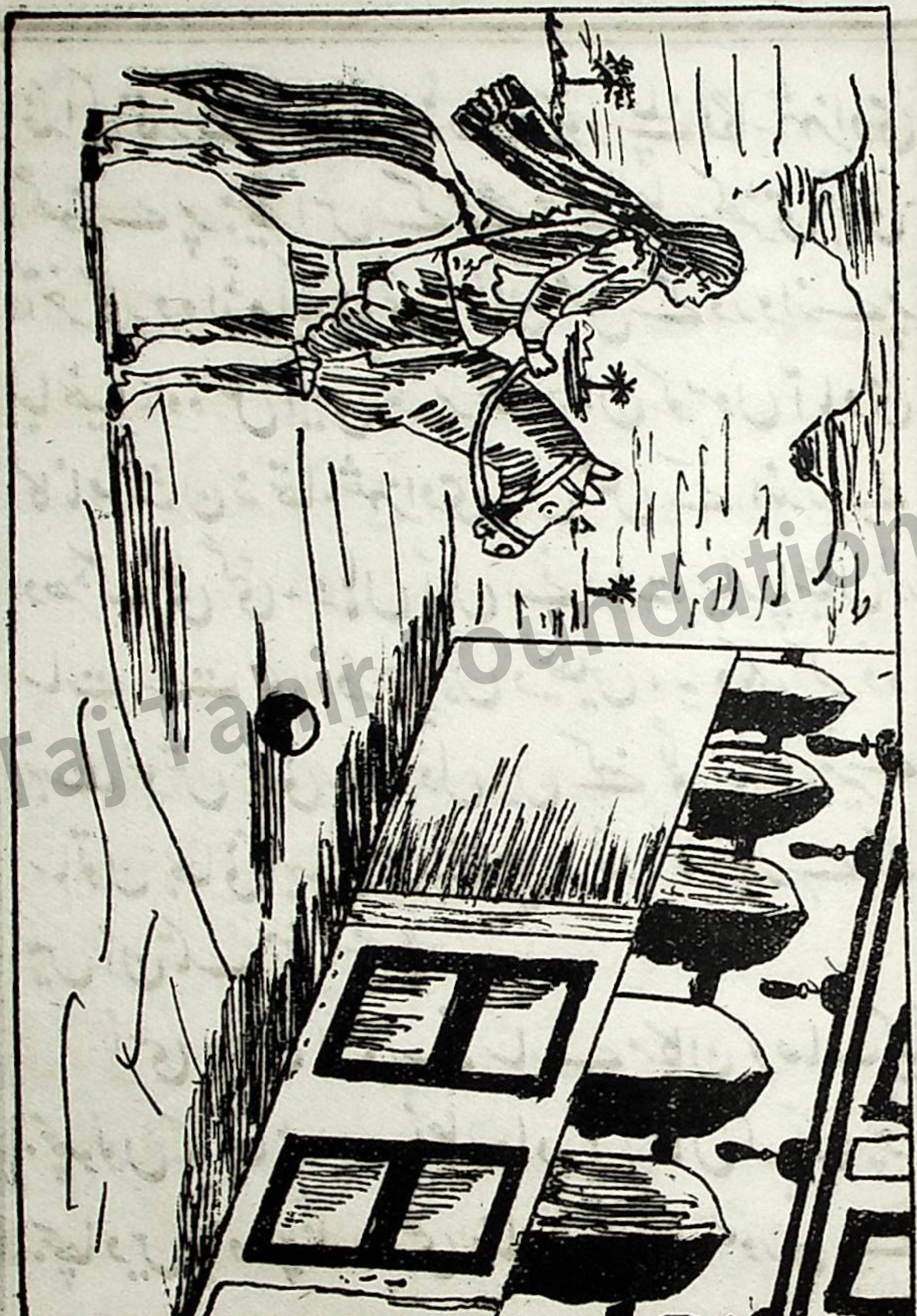

Taj Tahir Foundation

خُدا کی قدرت سے وہ لڈّو خود بخود چلنے لگا۔ شہزادی گھوڑے پر بیٹھ اُس کے پیچھے پیچھے چل کھڑی ہوئی۔ آخر کار وہ لڈّو ایک عالی شان محل کے دروازے پر جا ٹھیرا + وہ محل ایسی جگہ پر تھا۔ جہاں کوسوں آبادی کا نام نشان نہ تھا۔ شہزادی اُس محل کے اندر بے دھڑک چلی گئی + وہاں اُس نے سات چار پائیاں اور سات سات ہی اَور چیزیں دیکھیں + یہ دیکھ کر وُہ بہت خوش ہُوئی۔ اور دل میں کہنے لگی۔ "ضرور میرے ساتوں بھائی یہاں رہتے ہیں۔ خُدا کا شکر ہے۔ کہ مَیں اُن تک پُہنچ گئی"

اُسی وقت لڑکی نے سارے مکان کو صاف کیا۔ بچھونوں کو جھاڑا۔ اور اُجلی چادریں نکال کر اُن پر بچھا دیں۔ اور پلنگ بھی نہایت خُوب صُورتی سے

Taj Tahir Foundation

لگا دِئے + آگ جو کم جل رہی تھی۔ اچھّی طرح سُلگا دی۔ اور فقیر کے دِئے ہُوئے لڈّو کے سات ٹکڑے کئے۔ اور ایک ایک ٹکڑا اپنے ساتوں بھائیوں کے سرہانے رکھ دیا ؁

ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر خود ایک کمرے میں چھُپ گئی ؁

(٦)

تھوڑی دیر بعد جب شہزادی کے ساتوں بھائی شکار سے واپس آئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مکان صاف سُتھرا ہے۔ چیزیں قرینے سے رکھی ہُوئی ہیں۔ بستر نہایت صفائی سے رکھے ہُوئے ہیں۔ وہ بہت حیران ہُوئے۔ اور کہنے لگے "آج کوئی نہ کوئی ضرور ہمارے مکان میں آیا ہے" ؁

Taj Tahir Foundation

اِدھر اُدھر دیکھا بھالا۔ مگر کسی کا پتہ نہ ملا۔

جس وقت سب بھائی اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹ گئے۔ تو دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ہر ایک کے سرہانے لڈّو کا ایک ایک ٹکڑا رکھا ہے۔ اُسے کھا کر وہ بہت خوش ہوئے۔

صُبح کے وقت جب اُٹھے۔ تو اُنہوں نے آپس میں صلاح کی۔ کہ آج شکار کھیلنے نہ جائیں۔ بلکہ یہیں کہیں چُھپ جائیں۔ جو کل ہمارے محل میں آیا تھا۔ وہ شاید آج بھی آئے۔ معلوم تو کریں۔ یہ کون ہے۔ یہ سوچ کر سب کے سب ایک جگہ چُھپ کر بیٹھ گئے۔

شہزادی نے خیال کیا۔ کہ اب میرے بھائی کہیں باہر چلے گئے ہوں گے۔ تو وہ چُپکے سے باہر

نکلی۔ اور اُسی طرح اُن کے کمروں کی صفائی کرنے لگی + ان سب بھائیوں نے دَوڑ کر شہزادی کو پکڑ لیا۔ اور کہنے لگے۔ "سچ سچ بتاؤ۔ تم کون ہو؟"

شہزادی نے اپنی مُصیبت کا تمام قِصّہ بیان کیا + جب شہزادوں کو معلوم ہُوا۔ کہ وہ اُن کی بہن ہے۔ تو وہ سب اُس سے لپٹ لپٹ کر خوشی کے آنسو بہانے لگے +

شہزادی نے اُن سے کہا "چلو اب اپنے گھر چلیں۔ ابّا آپ سب کی جُدائی میں دن رات روتے رہتے ہیں۔ اب مَیں بھی چلی آئی ہُوں۔ خُدا جانے اُن کا کیا حال ہوگا؟"

یہ سُن کر ساتوں بھائی اپنی بہن کے ساتھ گھر چلے۔ راستے میں فقیر سے ملے۔ اور اُس کا بہت شکریہ ادا

Taj Tahir Foundation

کیا۔ فقیر نے سب کو دُعائیں دیں + پھر اپنے باپ کے پاس پُہنچے۔ وہ اُنہیں دیکھ کر بہت خوش ہُوا۔ اور پھر سب ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے ۔

Taj Tahir Foundation

اِنصاف

میواڑ کے رانا راجہ سنگھ کے دو لڑکے تھے + بھیم سنگھ اور جے سنگھ + یہ دونوں جُڑواں پیدا ہوئے تھے + بھیم سنگھ پہلے ہُوا تھا۔ اِس لئے وُہی بڑا اور دستور کے موافق گدّی کا حقدار سمجھا جاتا تھا۔ مگر کسی وجہ سے باپ چھوٹے بیٹے جے سنگھ کو گدّی دینا چاہتا تھا +

جب رانی کو اِس بات کی خبر ہُوئی۔ تو اُس نے

Taj Tahir Foundation

راجا کو سمجھایا۔ کہ بڑے بیٹے کے ہوتے چھوٹے بیٹے کو گدّی دینا بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ گدی بھیم سنگھ ہی کو ملنی چاہیئے۔

رانی نے جو راجا کو سمجھایا۔ تو بات راجا کی سمجھ میں آگئی۔ اور اُس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ گدّی بھیم سنگھ کو دی جائے۔ دُوسرے روز صبح کو بھیم سنگھ کو بلا بھیجا۔

بھیم سنگھ نے سُن رکھا تھا۔ کہ باپ میرے چھوٹے بھائی کو گدّی پر بٹھانا چاہتا ہے۔ اِس بات سے وُہ بہت ناراض تھا۔ راجا نے جو بُلایا۔ تو وُہ سمجھا۔ مجھے اِس لئے بُلایا ہے۔ کہ اپنی مرضی مجھے بتائیں۔ اور میرے حق کو مجھ سے چھین کر میرے چھوٹے بھائی کو دے دیں۔ بھیم سنگھ کو بہت غصّہ آیا۔ اور اُس

Taj Tahir Foundation

نے دل میں سوچا۔ جب تک میں تلوار پکڑ سکتا ہوں
تب تک جے سنگھ کو گدّی پر نہ بیٹھنے دوں گا + یہ
سوچ کر بھیم سنگھ غصّے میں بھرا ہُوا باپ کے پاس
آیا + لیکن باپ کا محبّت بھرا چہرہ دیکھ کر بھیم سنگھ کا
غصّہ اُتر گیا۔ اور اُس نے بہت ادب سے جُھک کر
باپ کو سلام کیا +

راجا نے بڑے پیار سے کہا "بیٹا بھیم سنگھ!"
اس میٹھی بولی کو سُن کر بھیم سنگھ چونک پڑا۔ اور
کانپتی ہُوئی آواز سے بولا۔ "پتا جی!"
راجا نے کہا "بیٹا۔ مَیں نے تم سے بڑی بے انصافی
کی ہے +"
یہ سُن کر بھیم سنگھ نے سوچا۔ کہ رانا اپنے جی میں
سمجھ گئے ہیں۔ کہ ہم نے بھیم سنگھ پر زبردستی کی ہے

اور اُس کا حق اُسی کو دینا چاہیئے + مارے خوشی کے
بھیم سنگھ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ؛
رانا نے کہا " بیٹا جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب تم کچھ
غور مت کرو۔ تم میرے بڑے بیٹے ہو۔ مَیں تمہارا حق
تمہیں کو دُوں گا + مگر ایک بات بڑی بے ڈھب آ
پڑی ہے۔ وہ یہ کہ اب جے سنگھ یکایک گدّی سے
نا اُمید ہوا۔ تو وہ ضرور کوئی جھگڑا اُٹھائے گا۔ اپنے
ساتھیوں کو لے کر راج میں گڑبڑ مچا دے گا۔ اور
ہزاروں آدمیوں کا خون ہو گا۔ اِس لئے بہتر یہ ہے
کہ تم میری تلوار لو۔ اور جے سنگھ کی گردن اُڑا دو۔
ایک کے خون سے ہزاروں جانیں بچ جائیں گی +
میری یہ بات سُن کر کانپو نہیں۔ اِنصاف یہی چاہتا ہے ؛
بھیم سنگھ چُپ چاپ یہ باتیں سُنتا رہا۔ دل میں

Taj Tahir Foundation

کہتا تھا۔ کہ رانا نے اپنے دل پر پتھر رکھ لیا۔ میرا حق مجھے دینے کے لئے اپنے سب سے پیارے بیٹے کی جان تک کی پروا نہیں کر رہے + یہ انصاف کو کتنا پیار کرتے ہیں + پھر اُس نے سوچا۔ کہ مَیں بھی اپنے باپ جیسا اِنصاف کر دکھاؤں +

رانا نے بھیم سنگھ کو چُپ چاپ کھڑا دیکھ کر کہا۔ "بیٹا کچھ ہرج نہیں ہے۔ مُلک کی بھلائی کے لئے تم یہ کام کر رہے ہو۔ اگر اس کام میں کچھ عیب بھی ہے تو میرا ہے۔ تمہارا کچھ نہیں۔ جاؤ مَیں حکم دیتا ہوں۔ کہ جے سنگھ کو مار ڈالو"

بھیم سنگھ نے رانا کی تلوار اُس کے پاؤں کے پاس رکھ دی۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہا "مہاراج آپ نے میرے ساتھ جو بے اِنصافی کی۔ اُس کا بدلہ ہو چکا۔ آپ

نے مجھے گدی دے دی۔ اب مَیں اپنی طرف سے
جے سنگھ کو راج گدّی کا مالک بنائے دیتا ہُوں۔ اور
کبھی بھُولے سے بھی گدّی کی خواہش نہیں کروں گا۔"

Taj Tahir Foundation

ایک مکھّی کا بچّہ

ایک باورچی خانے میں ایک مکھّی رہتی تھی۔ اس کے ایک ہی بچّہ تھا۔ ایک دن مکھّی نے باہر جاتے وقت اپنے بچّے سے کہا "میرے پیارے بچّے میں تمہارے لئے کچھ مٹھائی لینے جاتی ہُوں مجھے واپس آنے میں ذرا دیر لگے گی۔ دیکھو تم کہیں جانا نہیں"۔ پھر مکھّی نے چُولھے کی طرف اشارہ کیا۔ اُس پر ایک برتن رکھا تھا۔ اور برتن میں پانی کھَول رہا تھا۔ مکھّی

Taj Tahir Foundation

نے کہا۔ "دیکھو اس برتن میں سے بھاپ نکل رہی ہے
تم اس کے پاس نہ جانا۔ نہیں تو نقصان اُٹھاؤ گے"۔

بچّے نے پُوچھا۔ "امّاں جان کیوں؟"

ماں بولی "یہ تو مَیں نہیں جانتی۔ مگر مَیں نے دیکھا
ہے۔ کہ جو مکّھی کا بچّہ وہاں گیا۔ وہیں مر کے گر پڑا"۔
یہ کہہ کر مکّھی اُڑ ہی۔ اور چلتے چلتے پھر ایک دفعہ
اپنے بچّے کو وہاں جانے سے منع کر گئی۔

ماں کے جانے کے بعد بچّہ اپنے دل میں کہنے لگا
"ان بڈّھے لوگوں کی عجیب باتیں ہیں۔ دیکھو میری
ماں کیسی ڈرپوک ہے۔ خبر نہیں مجھے کیوں اس برتن
کے پاس جانے سے روک گئی ہیں۔ کیا میرے پَر نہیں؟
کیا مَیں اونچا نہیں اُڑ سکتا؟ کوئی مجھے پکڑ تھوڑا ہی
لے گا۔ امّاں منع کر گئی ہیں۔ تو کیا ہُوا۔ مَیں تو ضرور سَیر

کرنے جاؤں گا"

یہ کہہ کر مکھّی کا بچّہ اپنی جگہ سے اُڑا۔ اور برتن کے پاس پہنچا + پہلے تو اُس کے آس پاس دو تین چکّر لگائے پھر اُس کے دل میں آیا۔ کہ چلو ذرا اِس برتن کی سَیر کریں + پھر وہ وہاں بھی پُہنچا۔ مگر پُہنچتے ہی گرم گرم بھاپ اُس کے پَروں میں لگی۔ اُس کے پَر جل گئے۔ اور وہ گر پڑا + مرتے وقت وہ کہنے لگا۔ "افسوس اگر مَیں اپنی ماں کی نصیحت سُن لیتا۔ تو میرا حال یہ نہ ہوتا"

پیارے بچّو۔ دیکھو ماں باپ کا کہا نہ ماننے سے کتنا نقصان ہوتا ہے۔ تم ہمیشہ ماں باپ کی بات مانا کرو۔ نہیں تو تمہارا حال بھی مکھّی کے بچّے کا سا ہوگا +

Taj Tahir Foundation

حکم نہ ماننا

Taj Tahir Foundation

ایک لڑکی کی عادت تھی۔ کہ جب رات کو اُس کی ماں اور سب گھر کے لوگ سو جاتے۔ تو وُہ چپکے سے اپنے پلنگ پر سے اُٹھتی۔ اور دُوسرے کمرے میں چلی جاتی۔ اور وہاں ایک کھڑکی میں بیٹھ کر آسمان کے تاروں کو دیکھا کرتی۔ جو اندھیری رات میں خُوب چمکتے تھے ؎

ایک دن اُس کی ماں کی سوتے سے جو آنکھ

کھلی۔ تو لڑکی کو پلنگ پر نہ پایا + ماں بہت گھبرائی۔ کہ بچّی میرے سامنے سونے کو لیٹی تھی۔ اِتنی سی دیر میں کیا ہُوئی + وہ بتی دان ہاتھ میں لے کر ہر کمرے میں دیکھنے لگی + دیکھتے دیکھتے جب اُس کمرے میں گئی۔ جہاں لڑکی بیٹھی تھی۔ تو اُسے کھڑکی میں بیٹھا دیکھ کر بہت حیران ہُوئی۔ مگر نرم لہجے میں پُوچھا۔ "ننھّی اس وقت تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

لڑکی اوّل تو ماں کو دیکھ کر ڈری۔ مگر اُس نے جلدی سے اپنے دل کی بات کہہ دی + وہ بولی۔ "امّاں مَیں یہاں بیٹھ کر ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔ مجھے اُن کا ڈبکنا اور اُچھلنا بہت ہی پیارا لگتا ہے۔ اور میرا جی چاہتا ہے۔ کہ تمام رات ان کا یہ سماں دیکھے جاؤں"

ماں نے کہا۔ "بیٹی تارے بے شک اللہ میاں نے

ایک خوب صورت چیز بنائی ہے۔ مگر اُن کو سونے سے پہلے تھوڑی دیر دیکھ کر تمہارا دل بھر سکتا ہے۔ اس طرح رات کو جاگنے سے تو تم ضرور بیمار پڑ جاؤ گی۔ مَیں اُمید کرتی ہوں۔ کہ تم اپنی پیاری ماں کی آج کی بات یاد رکھو گی۔ اور پھر کبھی یہاں آ کر ایسے وقت میں نہ بیٹھو گی۔"

لڑکی نے سر نیچے جھکا کر کہا۔ "بہت اچھا امّاں مَیں پھر کبھی ایسا نہ کروں گی۔" اور وہ اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سونے کے کمرے میں جا کر سو گئی۔ بے شک وہ حکم ماننے والی لڑکی تھی۔ اِس نے پھر ایسا کبھی نہ کیا۔

Taj Tahir Foundation

مسعود اچھا لڑکا بن گیا

مسعود کے ابّا رخصت لے کر بال بچّوں سے ملنے وطن آئے ہوئے تھے۔ مسعود اپنے ابّا کے سامنے ہمیشہ صُبح کے چھ بجے اُٹھا کرتا تھا۔ مگر جب رُخصت پُوری ہونے کے بعد اس کے ابّا نوکری پر چلے گئے۔ تو اُس نے سویرے اُٹھنا چھوڑ دیا۔ کسی دن تو پلنگ پر اینڈتے اینڈتے ہی آٹھ سے زیادہ بج جاتے۔

مسعود کی امّاں کو یہ بات بُری معلوم ہوتی تھی۔

Taj Tahir Foundation

اُنہوں نے مسعُود کو بہتیرا سمجھایا۔ کہ تم صُبح کو سویرے اُٹھا کرو۔ مگر مسعُود یہ کہہ کر ٹال دیا کرتا تھا۔ کہ ہماری نیند پانچ بجے تک پُوری نہیں ہوتی ؎

آخر مسعُود کی امّاں نے تنگ آکر مسعُود سے بولنا چھوڑ دیا۔ مسعُود پھر بھی سات آٹھ دن تک دن چڑھے ہی اُٹھتا رہا ؎

ایک دن اُس کی امّاں کو بخار ہو گیا۔ تو وہ انہیں پُوچھنے گیا۔ مگر وہ اس سے نہ بولیں۔ اور خفا ہو کر دُوسری طرف مُنہ پھیر لیا۔ اب تو مسعُود بہت ہی شرمندہ ہُوا۔ اور اپنے کمرے میں جا کر زور زور سے رونے لگا ؎

بُڑھیا ماما۔ دَوڑی ہُوئی آئی۔ اور مسعُود کو سمجھانے لگی۔ کہ "بھیّا جس طرح تم اپنے ابّا جان کے سامنے سویرے اُٹھا کرتے تھے۔ اسی طرح اب بھی اُٹھا کرو۔

اور اپنی امّاں جان کے پاس جا کر اپنا قصور معاف کرا لو۔ فضول رونے دھونے سے کیا فائدہ ؟"

مسعود سمجھ دار بچّہ تھا۔ اُس نے ابھی سے دِل میں یہ بات سوچ لی تھی۔ کہ کل کو سویرے سے اُٹھ کر امّاں جان سے اپنی خطا معاف کرا لوں گا + صُبح ہُوئی۔ تو مسعُود مُنہ ہاتھ دھو کر اپنی امّاں کے پاس گیا اور کہا "امّاں جان دیکھئے آج میں سویرے اُٹھا ہُوں اب ہر روز اسی طرح اُٹھا کروں گا۔ آپ میرا قصُور مُعاف کر دیں۔ اور مجھ سے بولیں "+

امّاں نے اپنے پیارے بیٹے مسعود کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اور کہا "بیٹا۔ یُوں ہی اپنے بزرگوں کا کہا مانا کرتے ہیں "+

سید حمید علی پبلشر نے امرت الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام پنڈت دھرم چند بھارگو چھپوا [illegible]

Taj Tahir Foundation

جب مدرسے کا کام ختم کر چکو
اور
کھیل کود سے تھک جاؤ

تو ہفتہ وار اخبار پھول پڑھو۔ پھول چھبیس سال سے جاری ہے۔ اور بچوں کے لئے اتنا فائدہ مند سمجھا جاتا ہے کہ ٹیکسٹ بک کمیٹی اسے ہر سال سینکڑوں سرکاری مدرسوں میں بھجواتی ہے۔ اس کی زبان بہت آسان اور سیدھی سادی ہے۔ اور موٹے موٹے حرفوں میں بہت صاف اور خوبصورت چھپوایا جاتا ہے کہ بچے بغیر کسی کی مدد کے خود پڑھ سکیں۔ اس میں مزے دار اخلاقی کہانیاں دلچسپ معلومات۔ نظمیں۔ معمے۔ لطیفے اور پہیلیاں اور اور بچوں کے مطلب کی چیزیں درج ہوتی ہیں۔ اسے پڑھ کر تمہارا دل بہت ہی خوش ہوگا۔ تم بہت قابل اور نیک بچے بن جاؤ گے۔ اور اس میں مضمون لکھ کر تمہیں بہت اچھے اچھے مضمون لکھنے آجائیں گے۔ اور ملک میں چمک کر تم اپنے ماں باپ کا نام روشن کرو گے۔
سالانہ چندہ صرف پانچ روپیہ۔ چھ مہینے کا عہ۔ اڑھائی روپیہ۔ نمونہ مفت

جب پھول ختم کر لو

تو پھر دفتر پھول کی کتابیں پڑھو۔ ان میں اور نئے نئے دلچسپ قصے آسان عبارت میں اور صاف موٹے موٹے اور کھلے کھلے خط میں تصویر دار چھپوائے گئے ہیں۔ ان میں سے جو کتاب پڑھنی شروع کرو گے۔ چھوڑنے کو دل نہ چاہے گا۔

پتہ:- دفتر اخبار پھول۔ لاہور

Taj Tahir Foundation